مدتِ رضاعت

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

شریعت اسلامیہ کے مطابق رضاعت کی کامل مدت دو سال ہے، دو سال کے بعد شرعی اعتبار سے رضاعت کا حکم ثابت نہیں ہوتا۔امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے کہ وہ مدت رضاعت اڑھائی سال مانتے ہیں۔اس قول پر کوئی شرعی دلیل نہیں، بلکہ یہ قرآنی نصوص اور اجماع صحابہ کے خلاف ہے۔

دلیل نمبر ① فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾(البقرة : ٢٣٣/٢)

''مائیں اپنی اولاد کو مکمل دو سال دودھ پلائیں، یہ ان کے لیے ہے، جو رضاعت کو مکمل کرنا چاہیں۔(ورنہ والدین رضامندی سے بچے کی رضاعت کو کم کر سکتے ہیں)۔''

یہ آیت کریمہ اس بات پر نص ہے کہ دودھ پلانے کی کامل مدت، جس سے حرمت ثابت ہوتی ہے، دو سال ہے،اس آیت سے یہ مسئلہ صحابہ کرام کے اجماع سے ثابت ہے۔

جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَحْتَاطُ بِسِتَّةِ أَشْهُرٍ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ،

فَيَقُولُ : يُحَرِّمُ مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ وَبَعْدَهُمَا إِلٰى تَمَامِ سِتَّةِ أَشْهُرٍ، وَذٰلِكَ ثَلَاثُونَ شَهْرًا، وَلَا يُحَرِّمُ مَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ .

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ دو سال کے بعد چھ ماہ احتیاطا بڑھاتے ہیں اور فرماتے ہیں: دو سال اور ان کے بعد چھ ماہ مکمل ہونے تک حرمت ثابت ہو جاتی ہے، یہ تیس مہینے بنتے ہیں۔ اس کے بعد حرمت ثابت نہیں ہو گی۔''

(مؤطأ الإمام محمّد، ص ٢٧٨)

علامہ عبد الحیٔ حنفی رحمہ اللہ (۱۳۰۴ھ) اس قول کے جواب میں لکھتے ہیں:

فِيهِ إِشَارَةٌ إِلٰى أَنَّهٗ حُكْمٌ مَبْنِيٌّ عَلَى الْاِحْتِيَاطِ، وَلَيْسَ أَمْرًا ثَابِتًا بِالنَّصِّ، وَلَا يَخْفٰى أَنَّهٗ لَا احْتِيَاطَ بَعْدَ وُرُودِ النَّصِّ بِالْحَوْلَيْنِ مَعَ أَنَّ الْاِحْتِيَاطَ هُوَ الْعَمَلُ بِأَقْوَى الدَّلِيلَيْنِ وَأَقْوَاهُمَا دَلِيلًا قَوْلِهِمَا .

''اس میں اشارہ ہے کہ یہ حکم احتیاط پر مبنی ہے، نص سے ثابت بات نہیں۔ معلوم شد کہ دو سال کی نص وارد ہو جانے کے بعد احتیاط کا کوئی معنی نہیں رہتا۔ نیز یہ کہ دو دلیلوں میں سے زیادہ قوی دلیل پر عمل کرنا ہی احتیاط ہوتی ہے اور دلیل کے اعتبار سے (امام ابوحنیفہ کے مقابلہ میں) ان دونوں (ابو یوسف ومحمد بن حسن) کا (دو سال ہی مدت رضاعت والا) قول زیادہ قوی ہے۔''

(التّعليق المُمَجّد، ص ٢٧٨)

علامہ عبد الحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کو بے دلیل قرار دیا ہے، نیز یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن وحدیث کے خلاف مذہب میں احتیاط کا کوئی معنی نہیں ہوتا۔ احتیاط تو دلیل شرعی کا نام ہے۔

شبہات کا ازالہ:

شبہ نمبر ① فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا﴾

(البقرۃ: ۲/۲۳۳)

''اگر والدین باہم رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑوانے کا ارادہ کریں، تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔''

اس آیت سے استدلال کیا جاتا ہے کہ فَإِنْ کی ''فا'' تعقیب کے لیے ہے، جو دلیل ہے کہ دودھ دو سال کے بعد چھڑایا جائے گا، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مدت رضاعت دو سال کے بعد بھی ہو سکتی ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ آیت مدت رضاعت کی حد بتانے کے لیے نہیں، بلکہ صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ باپ کے ذمہ دودھ پلانے والی مطلقہ بیوی کا خرچ دو سال کے دائرہ میں لازم ہے، اس سے زائد میں نہیں۔

ازالہ: یہ محض ایک شبہ ہے جو کہ فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ (البقرۃ: ۲۳۳) ''جو رضاعت مکمل کرنا چاہے، وہ دو سال دودھ پلائے۔'' کے خلاف ہے۔ نیز یہ شبہ فقہ حنفی کے مفتیٰ بہ قول کے بھی خلاف ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اہل علم میں سے کوئی بھی اس آیت کریمہ سے یہ مسئلہ ثابت نہیں کرتا کہ دو سال کے بعد بھی مدت رضاعت باقی رہتی ہے، بلکہ ائمہ وعلمائے کرام کی تصریحات اس کے خلاف ہیں۔

❀ علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ (۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ كُلَّ عَارِفٍ بِأَسَالِيبِ الْكَلَامِ الْإِلٰهِيِّ يَعْلَمُ أَنَّ الْمُرَادَ بِهِ الْفِصَالَ فِي الْحَوْلَيْنِ، لَا بَعْدَهٗ ....

''کلامِ الٰہی کے اسالیب کو جاننے والا ہر شخص جانتا ہے کہ یہاں مراد دو سال کے اندر اندر دودھ چھڑانا ہے، نہ کہ اس کے بعد......۔''

(عُمدة الرّعاية في شرح الوقاية : ٢٠٦/٣)

۞ علامہ ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ (٨٦١ھ) نے اس پر یہ اعتراض اُٹھایا ہے:

قَدْ يُقَالُ : كَوْنُ الدَّلِيلِ دَلَّ عَلٰى بَقَاءِ مُدَّةِ الرَّضَاعِ الْمُحَرِّمِ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ .

''بسا اوقات (اس تاویل پر) یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ پھر دو سال کے بعد مدتِ رضاعت، جس سے حرمت ثابت ہوتی ہے باقی رہنے پر کیا دلیل ہے؟''

(فتح القدير : ٣٩٥/٧)

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ اگر آیتِ کریمہ میں دو سال سے اوپر بھی مدت رضاعت ہونے پر دلیل موجود ہے، تو پھر دو سال کے بعد صرف چھ ماہ کی مدت مقرر کرنے پر کیا دلیل ہے؟

۞ نیز اس آیتِ کریمہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

اَلْمُرَادُ بِهٖ قَبْلَ الْحَوْلَيْنِ .

''اس سے مراد دو سال مکمل ہونے سے پہلے (پہلے دودھ پلانا) ہے۔''

(فتح القدير : ٣٩٦/٥)

۞ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ (١٦١ھ) فرمانِ باری تعالیٰ : ﴿وَالْوَالِدَاتُ

يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں:

اَلتَّمَامُ : الْحَوْلَانِ، قَالَ : فَإِذَا أَرَادَ الْأَبُ أَنْ يَفْطِمَهٗ قَبْلَ الْحَوْلَيْنِ وَلَمْ تَرْضَ الْمَرْأَةُ فَلَيْسَ لَهٗ ذٰلِكَ ....

''کامل مدت رضاعت دو سال ہے، جب باپ دو سال سے پہلے دودھ چھڑانے کا ارادہ کرے اور عورت راضی نہ ہو، تو مرد کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں۔''

(تفسير الطّبري : ٢٠٣/٤، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

أَوْلَى التَّأْوِيلَيْنِ بِالصَّوَابِ، تَأْوِيلُ مَنْ قَالَ : فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا فِي الْحَوْلَيْنِ عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ، لِأَنَّ تَمَامَ الْحَوْلَيْنِ غَايَةٌ لِتَمَامِ الرَّضَاعِ وَانْقِضَائِهٖ، وَلَا تُشَاوَرَ بَعْدَ انْقِضَائِهٖ؛ وَإِنَّمَا التَّشَاوُرُ وَالتَّرَاضِي قَبْلَ انْقِضَاءِ نِهَايَتِهٖ .

''دونوں تفسیروں میں سے صحیح ترین تفسیر یہ ہے کہ اگر والدین باہم رضامندی اور مشورے سے دو سال کے اندر اندر دودھ چھڑائیں (تو کوئی حرج نہیں)، کیونکہ دو سال مکمل ہونے کے بعد مدت رضاعت مکمل ہو جائے گی۔ مدت کے مکمل ہونے کے بعد مشورہ کا کوئی فائدہ نہیں۔ مشورہ اور باہم رضامندی تو اس مدت کی تکمیل سے پہلے پہلے ہے۔'' (تفسير الطّبري : ٢٣٩/٤)

❁ علامہ ابن عابدین حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

إِنَّ مَا هُوَ قَبْلَ الْحَوْلَيْنِ بِدَلِيلِ تَقْيِيدِهِ بِالتَّرَاضِي وَالتَّشَاوُرِ، وَبَعْدَهُمَا لَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِمَا.

''یہ (مدت رضاعت) دوسال سے پہلے پہلے ہے، دلیل یہ ہے کہ اسے باہم رضامندی اور آپس میں مشورہ کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔ دوسال کے بعد تو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔'' (فتاویٰ شامی: ۲۱۱/۳)

۞ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

''یعنی اگر ماں باپ کسی مصلحت کی وجہ سے دوسال کے اندر ہی بچہ کی مصلحت کا لحاظ کر کے باہمی مشورہ اور رضامندی سے دودھ چھڑانا چاہیں، تو اس میں گناہ نہیں۔'' (تفسیر عثمانی، ص ۴۷)

۞ علامہ تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ تراضی اور تشاور، حولین (دوسال) کے اندر اندر ہے۔ حولین (دوسال) کے بعد اس کی حاجت ہی نہیں، بلکہ دودھ پلانا متعین ہے۔''

(درس ترمذی: ۴۵۰/۳)

طلاق شدہ بیوی کے دودھ پلانے کی اجرت کو دوسال کے ساتھ خاص کرنا بلا دلیل ہے۔ اگر کوئی دوسال کے بعد بھی بچے کو دودھ پلانا چاہتا ہے، تو کیا وہ دوسال کے بعد دودھ پلانے پر اجرت نہیں دے سکتا؟ یقیناً دے سکتا ہے، اس کے خلاف کچھ ثابت نہیں۔

کیا مطلقہ کا دودھ دوسال کے بعد حرام ہو جاتا ہے؟ اس لیے وہ دوسال کے بعد نہیں پلا سکتی؟ جبکہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔

شبہ نمبر ② چھ ماہ اس لیے بڑھائے جاتے ہیں تاکہ بچے کو آہستہ آہستہ

دودھ کے علاوہ دوسری غذا کا عادی بنایا جا سکے، کیونکہ دودھ چھڑانے کے فوراً بعد دوسری غذا کھلانا نقصان کا باعث ہوتا ہے۔

ازالہ:

❁ **علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) اس کے جواب میں لکھتے ہیں:**

لَا يَقْوٰى، لِأَنَّ الطِّفْلَ يَأْلِفُ الطَّعَامَ قَبْلَ الْعَامَيْنِ، فَإِنَّ عَامَّةَ الْأَطْفَالِ يَطْعَمُونَ مَعَ الرَّضَاعِ، فَمَا تَنْقَضِي السَّنَتَانِ إِلَّا وَقَدْ أَلِفَ الطِّفْلُ الطَّعَامَ، وَخِلَافُ هٰذَا نَادِرٌ.

”یہ بات پائیدار نہیں، کیونکہ بچہ دو سال سے پہلے ہی کھانے کا عادی ہو چکا ہوتا ہے، اکثر بچے رضاعت کے ساتھ ساتھ ہی کھانا شروع کر دیتے ہیں، دو سال پورے نہیں ہوتے کہ بچہ کھانے کا عادی ہو جاتا ہے۔ اس کے خلاف بہت کم ہی ہوتا ہے۔“

(التّنبیه علی مُشکلات الهدایة : ۱۲۷۷/۳)

❁ **علامہ ابن ہمام حنفی (۸۶۱ھ) لکھتے ہیں:**

مَا ذُكِرَ فِي وَجْهِ زِيَادَتِهَا لَا يُفِيدُ سِوٰى أَنَّهٗ إِذَا أُرِيدَ الْفِطَامُ يَحْتَاجُ إِلَيْهَا لِيُعَوَّدَ فِيهَا غَيْرَ اللَّبَنِ قَلِيلًا قَلِيلًا لِتَعَذُّرِ نَقْلِهِ دَفْعَةً، فَأَمَّا أَنَّهٗ يَجِبُ ذٰلِكَ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ وَيَكُونُ مِنْ تَمَامِ مُدَّةِ التَّحْرِيمِ شَرْعًا فَلَيْسَ بِلَازِمٍ مِمَّا ذُكِرَ مِنَ الْأَدِلَّةِ، وَلَا شَكَّ أَنَّ الشَّرْعَ لَمْ يُحَرِّمْ إِطْعَامَهٗ غَيْرَ اللَّبَنِ قَبْلَ الْحَوْلَيْنِ لِيَلْزَمَ زِيَادَةُ مُدَّةِ

التَّعَوُّدِ عَلَيْهِمَا، فَجَازَ أَنْ يُعَوَّدَ مَعَ اللَّبَنِ غَيْرَهُ قَبْلَ الْحَوْلَيْنِ بِحَيْثُ تَكُونُ الْعَادَةُ قَدِ اسْتَقَرَّتْ مَعَ انْقِضَائِهِمَا فَيُفْطَمُ عِنْدَهُ عَنِ اللَّبَنِ بِمَرَّةٍ فَلَيْسَتْ الزِّيَادَةُ بِلَازِمَةٍ فِي الْعَادَةِ وَلَا فِي الشَّرْعِ، فَكَانَ الْأَصَحُّ قَوْلَهُمَا وَهُوَ مُخْتَارُ الطَّحَاوِيِّ.

''مدت رضاعت کی زیادت کی جو توجیہ ذکر کی گئی ہے، اس کا فائدہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ جب دودھ چھڑانے کا ارادہ کیا جائے، تو اس کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ بچہ اس زائد مدت میں دودھ کے علاوہ دوسری غذا کا عادی بن جائے، کیونکہ یک بارگی دودھ سے غذا کی طرف منتقل ہونا مشکل ہوتا ہے۔ رہا یہ نظریہ کہ رضاعت کے دو سال کے بعد چھ ماہ مزید دودھ پلانا ضروری ہے، تو یہ بالکل صحیح نہیں۔ اس میں تو کوئی شبہ نہیں ہے کہ شریعت نے دو سال پورے ہونے سے پہلے بچے کو کھانا کھلانا حرام قرار نہیں دیا کہ اس سے عادت بنانے کے لیے مدت بڑھانی پڑے۔ عین ممکن ہے کہ بچے کو دو سال میں دودھ کے ساتھ ساتھ ہی غذا کا اس طرح عادی بنا دیا جائے کہ دو سال پورے ہوتے ہی اس کی کھانے کی عادت پختہ ہو جائے، چنانچہ ان (ابو یوسف و محمد) کا قول صحیح ہے اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔'' (فتح القدير : ٣/٤٤٤)

یہ کام مدت رضاعت کے اندر بھی ہو سکتا ہے۔ شریعت نے مدت رضاعت کے اندر دوسری غذا کا عادی بنانے سے منع نہیں کیا۔

❁ علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) فرماتے ہیں:

قَاعِدَةُ الرَّضَاعِ؛ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ قَالَ: ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرضِعْنَ

أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾، فَهٰذِهِ أَقْصٰى مُدَّةِ الرَّضَاعِ الْمُحْتَاجِ إِلَيْهِ عَادَةً، الْمُعْتبرِ شَرْعًا، فَمَا زَادَ عَلَيْهِ بِمُدَّةٍ مُؤَثِّرَةٍ غَيْرِ مُحْتَاجٍ إِلَيْهِ عَادَةً، فَلَا يُعْتَبَرُ شَرْعًا؛ لِأَنَّهٗ نَادِرٌ، وَالنَّادِرُ لَا يُحْكَمُ لَهٗ بِحُكْمِ الْمُعْتَادِ.

''رضاعت کا قانون: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ یہ رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے، جس کی عموما ضرورت ہوتی ہے اور جو شرعی طور پر (حرمت میں) معتبر ہوتی ہے۔ جو مؤثر اور عموماً غیر ضروری مدت اس سے زائد ہو، وہ شرعی طور پر معتبر نہیں، کیونکہ ایسا ہونا نادر ہے اور نادر پر عادت کا حکم نہیں لگایا جاتا۔''

(المُفهِم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم: ١٨٨/٤)

دلیل نمبر ② فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلَاثُوْنَ شَهْرًا﴾ (الأحقاف: ١٥)

''اس (بچے) کے حمل اور دودھ چھڑانے کی (کل) مدت تیس ماہ ہے۔''

اس آیت کریمہ میں حمل کی کم از کم مدت اور دودھ چھڑانے کی زیادہ سے زیادہ مدت بیان ہوئی ہے۔ حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ اور دودھ چھڑانے کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے، یوں یہ پورے تیس ماہ بن جاتے ہیں۔

مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت سے یہی مسئلہ ثابت کیا ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ اسْتِنْبَاطٌ قَوِيٌّ صَحِيحٌ.

''یہ استنباط واستدلال قوی اور صحیح ہے۔''

(تفسير ابن كثير : ٥/٥٦٨)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِنِّي لَصَاحِبُ الْمَرْأَةِ الَّتِي أُتِيَ بِهَا عُمَرَ وَضَعَتْ لِسِتَّةِ أَشْهُرٍ، فَأَنْكَرَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِعُمَرَ : لِمَ تَظْلِمُ؟ فَقَالَ : كَيْفَ، قَالَ : قُلْتُ لَهُ : اقْرَأْ : ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾(الأحقاف : ١٥) وَقَالَ : ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ﴾(البقرة : ٢٣٣) كَمِ الْحَوْلُ؟ قَالَ : سَنَةٌ، قَالَ : قُلْتُ : كَمِ السَّنَةُ؟ قَالَ : اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، قَالَ : قُلْتُ : فَأَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ شَهْرًا، حَوْلَانِ كَامِلَانِ وَيُؤَخَّرُ مِنَ الْحَمْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَيُقَدَّمُ فَاسْتَرَاحَ عُمَرُ إِلٰى قَوْلِي.

''ایک عورت نے (خاوند کی ہم بستری کے) چھ ماہ کے بعد بچہ جن لیا اسے (زنا کے شبہ میں) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا، لوگوں نے اس بات کا انکار کیا تھا کہ چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہونا ممکن نہیں، میں بھی وہاں موجود تھا۔ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آپ کیوں ظلم کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: کیسے؟ میں نے کہا: آپ یہ فرمانِ باری تعالیٰ پڑھ لیں: ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ (الأحقاف : ١٥) ''حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ

ہے۔'' اسی طرح فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ﴾ (البقرة : ٢٣٣) ''مائیں اپنی اولاد کو دو سال دودھ پلائیں، یہ ان کے لیے ہے، جو رضاعت کو مکمل کرنا چاہیں (ورنہ والدین رضامندی سے بچے کی رضاعت کو کم کر سکتے ہیں)۔'' عرض کیا: حول کتنا ہوتا ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک سال۔ عرض کیا: ایک سال کتنا ہوتا ہے؟ فرمایا: بارہ ماہ۔ عرض کیا: چوبیس ماہ پورے دو سال بنتے ہیں، (اس میں چھ شامل کریں تو پورے تیس ہو جاتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ حمل کی مدت کو جتنا چاہے لمبا کرتا ہے اور جتنا چاہے کم کرتا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ میری بات پر مطمئن ہو گئے۔''

(مصنّف عبد الرّزاق : ٣٥٢/٧، ح : ١٣٤٤٩، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خطبہ میں فرمایا:

إِنَّهٗ رُفِعَ إِلَيَّ امْرَأَةٌ وَلَدَتْ لِسِتَّةِ أَشْهُرٍ مِنْ حِينِ دَخَلَ عَلَيْهَا زَوْجُهَا، فَدَخَلَ عَلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهٖ : ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ﴾ (البقرة : ٢٣٣) وَفِي آيَةٍ أُخْرٰى : ﴿وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ (الأحقاف : ١٥) فَإِذَا تَمَّتِ الرَّضَاعَ كَانَ حَمْلُهَا سِتَّةَ أَشْهُرٍ قَالَ : فَنَجَتْ .

''میرے پاس ایک خاتون کا مسئلہ لایا گیا، جس نے اپنے خاوند کی ہم بستری سے چھ ماہ بعد ہی بچہ جنم دیا تھا۔ تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آئے اور کہنے

لگے: امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ﴾(البقرۃ: ۲۳۳) ''مائیں اپنی اولاد کو دو سال دودھ پلائیں، یہ ان کے لیے ہے، جو رضاعت کو مکمل کرنا چاہیں (ورنہ والدین رضامندی سے بچے کی رضاعت کو کم کر سکتے ہیں)۔'' دوسری آیت میں ہے: ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ (الأحقاف: ۱۵)''اس (بچے) کے حمل اور دودھ چھڑانے کی (کل) مدت تیس ماہ ہے۔'' جب رضاعت (چوبیس ماہ) مکمل ہو جائے، تو (تیس ماہ میں سے) حمل چھ ماہ ہی رہ جاتا ہے۔ اس سے وہ عورت (رجم سے) بچ گئی۔''

(التّوحيد لابن مندة: ١٠١، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بھرے مجمع میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی فقاہت کا تذکرہ فرمایا۔ کسی نے اس پر نکیر نہیں کی۔ ثابت ہوا کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ کم از کم مدت حمل چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ مدتِ رضاعت دو سال ہے۔ اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہو گیا ہے۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ خِلَافًا بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي مَا قَالَهُ عَلِيٌّ وَابْنُ عَبَّاسٍ فِي هٰذَا الْبَابِ فِي أَقَلِّ الْحَمْلِ وَهُوَ أَصْلٌ وَإِجْمَاعٌ.

''حمل کی کم سے کم مدت کے بارے میں جو مذہب سیدنا علی اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا ہے، میرے علم کے مطابق اس میں اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ قرآن وحدیث اور اجماع اس کی دلیل ہیں۔''

(الاستذكار: ٤٩٣/٧)

شبہات کا ازالہ:

شبہ نمبر ① علامہ سرخسی اور صاحب الہدایہ علامہ مرغینانی نے اس آیت سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب پر یوں استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دو چیزوں کا ذکر کر کے ان کی مدت بیان کی ہے، جس کا تقاضا یہ تھا کہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت اڑھائی سال اور مدت رضاعت بھی اڑھائی سال، یعنی ہر ایک کے لیے تیس ماہ کی مدت ہوئی كَالْأَجَلِ الْمَضْرُوبِ لِلدَّيْنَيْنِ لیکن حمل کی مدت میں کم لانے والی دلیل قائم ہوگئی ہے، لہٰذا آیت کا مطلب یہ ہوا کہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال اور دودھ چھڑانے کی مدت اڑھائی سال ہوئی۔

(المَبسوط: ١٣٦/٥، الهِداية: ٢٢٣/١)

ازالہ: ① علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (١٣٥٣ھ) کہتے ہیں:

مَا أَجَابَ بِهٖ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ هٰهُنَا، فَهُوَ رَكِيكٌ جِدًّا .

''صاحب ہدایہ نے یہاں جو جواب دیا ہے، وہ نہایت ہی کمزور ہے۔''

(فيض الباري: ٢٧٨/٤)

② نیز کہتے ہیں:

رَدَّ ابْنُ الْهَمَّامِ مَا قَالَ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ، ثُمَّ اخْتَارَ مَذْهَبَ الصَّاحِبَيْنِ .

''علامہ ابن ہمام حنفی نے صاحب ہدایہ کی بات کا ردّ کیا ہے، پھر صاحبین (ابو یوسف و محمد) کے مذہب کو اختیار کیا ہے۔''

(العَرف الشّذي: ٤٩٦/٢)

③ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا تَأْوِيلٌ غَرِيبٌ. ''یہ بڑی عجیب تاویل ہے۔'' (فتح الباري : ١٤٦/٩)

شبہ نمبر ② صاحب ہدایہ نے مدت حمل میں کمی کے متعلق جس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے، وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے، آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا تَزِيدُ الْمَرْأَةُ فِي الْحَمْلِ عَلٰى سَنَتَيْنِ قَدْرَ مَا يَتَحَوَّلُ ظِلُّ عُودِ الْمِغْزَلِ.

''عورت حمل میں دو سال سے اتنی مقدار بھی نہیں بڑھتی، جتنا تکلے کا سایہ بدلتا ہے۔''

(سنن الدّارقطني : ٣٢٢/٣، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٤٤٣/٧، نصب الرّاية للزّيلعي : ٢٦٥/٣)

ازالہ: سند ابن جریج کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

سنن دارقطنی (۳۸۲۲) والی سند ولید بن مسلم کی تدلیس تسویہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ، وَكَيْفَ يَصِحُّ دَعْوٰى تَنْقِيصِ الْمِقْدَارِ الَّذِي دَلَّتْ عَلَيْهِ الْآيَةُ؟

''یہ روایت ثابت نہیں، تو جس مقدار پر آیت کریمہ نے دلالت کی ہے، اس کو کم کرنے کا دعویٰ کیسے صحیح ہو گا؟''

(التّنبيه على مُشكلات الهداية : ١٢٧٤/٣-١٢٧٥)

❀ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

قَدْ رَجَعَ إِلَى الْحَقِّ فِي بَابِ ثُبُوتِ النَّسَبِ مِنْ أَنَّ الثَّلَاثِينَ

لَهُمَا لِلْحَمْلِ سِتَّةُ أَشْهُرٍ وَالْعَامَانِ لِلْفِصَالِ .

''نسب کے ثبوت کے باب میں صاحبِ ہدایہ حق بات کی طرف لوٹ آئے ہیں (اور کہا ہے) کہ تیس ماہ دونوں کے لیے ہیں، یعنی چھ ماہ حمل کے لیے اور دوسال دودھ چھڑانے کے لیے (نہ کہ ہرایک کے لیے تیس ماہ ہیں)۔''

(فتاویٰ شامی : ۲۱۱/۳)

جن الفاظ سے ایک جگہ زیادہ سے زیادہ مدتِ حمل ثابت کی گئی، انہی سے دوسری جگہ کم از کم مدت حمل بھی ثابت کی گئی ہے۔ یہ عجیب تضاد ہے؟

شبہ نمبر③ كَالْأَجَلِ الْمَضْرُوبِ لِلدَّيْنَيْنِ کی صورت یہ بیان کی جاتی ہے کہ کوئی قرض دینے والا کہے کہ میں نے فلاں اور فلاں کو دوسال کے لیے قرض دیا ہے۔ اس سے سمجھا جائے گا کہ ہر ایک کے لیے دوسال کی مدت مقرر کی گئی ہے۔ کسی کی مدت دوسال سے کم نہیں، اسی طرح فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلَاثُوْنَ شَهْرًا﴾ (الأحقاف : ۱۵) سے ہر ایک کے لیے اڑھائی سال کی مدت بیان ہوئی ہے اور حمل کی مدت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اثر کی وجہ سے دوسال قرار پائے گی۔

ازالہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی سند ضعیف ہے، لہٰذا اس سے حمل کی مدت میں کمی کر کے دوسال مدت حمل قرار دینا درست نہیں، لہٰذا كَالْأَجَلِ الْمَضْرُوبِ لِلدَّيْنَيْنِ والی بات ہی ختم ہوئی۔

۞ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

فِي التَّنْظِيرِ بِالْأَجَلِ الْمَضْرُوبِ لِلدَّيْنَيْنِ نَظَرٌ، فَإِنَّ الْأَجَلَ

الْمَضْرُوبَ لِلدَّينَيْنِ غَيْرُ الْأَجَلِ الْمَضْرُوبِ لِأَمْرَيْنِ يَكُونُ أَحَدُهُمَا بَعْدَ الْآخَرِ، وَإِنَّمَا نَظِيرُهُ أَنْ لَوْ قِيلَ : زَمَنُ الصِّبَا وَالشَّبُوبِيَّةُ ثَلَاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ يَدْخُلُ زَمَنَ الْكُهُولَةِ، وَمِثْلُهُ يَكُونُ التَّقْدِيرُ لَهُمَا، لَا لِكُلٍّ مِّنْهُمَا، وَقَوْلُهُ تَعَالٰى : ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُوْنَ شَهْرًا﴾(الأحقاف : ١٥)، قَدِ اسْتُدِلَّ بِهِ عَلٰى أَنَّ أَقَلَّ مُدَّةِ الْحَمْلِ سِتَّةُ أَشْهُرٍ، لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ : ﴿وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ﴾، فَيَبْقٰى لِلْحَمْلِ سِتَّةُ أَشْهُرٍ، فَلَمْ يَكُنْ هٰذَا نَظِيرُ الْأَجَلِ الْمَضْرُوبِ لِلدَّينَيْنِ، وَأَبُو حَنِيفَةَ مِمَّنْ يُّوَافِقُ عَلٰى تَقْدِيرِ أَقَلِّ مُدَّةِ الْحَمْلِ بِسِتَّةِ أَشْهُرٍ، وَأَخَذَ التَّقْدِيرَ مِنْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ، فَظَهَرَتْ قُوَّةُ قَوْلِ أَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ، وَلَا يُقَاوِمُ هٰذَا الْمَعْنَى الضَّعِيفَ قَوْلُهُ تَعَالٰى : ﴿وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ﴾ وَقَوْلُهُ تَعَالٰى : ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾(البقرة : ٢٣٣) وَمَاذَا بَعْدَ التَّمَامِ؟.

" أَجَلُ الْمَضْرُوبِ لِلدَّينَيْنِ کی مثال (حمل اور دودھ چھڑانے کے ساتھ دینے) میں اعتراض ہے، کیونکہ قرض اور ان دو معاملوں (حمل اور رضاعت) کی مدت مختلف ہے۔ جن میں ایک (رضاعت) اور

دوسری (حمل) کے بعد ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کہا جائے: بچپن اور جوانی کا زمانہ تیس سال ہے، پھر ادھیڑ عمری کا زمانہ داخل ہو جاتا ہے۔ اس جیسی مثال میں بیان کی گئی مدت دونوں کے لیے ہوتی ہے، نہ کہ دونوں میں سے ہر ایک کے لیے اور فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ (الأحقاف: ١٥) ''حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔'' سے استدلال کیا گیا ہے کہ کم از کم مدتِ حمل چھ ماہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ﴾ (لقمان: ١٤) چنانچہ حمل کے لیے چھ ماہ باقی رہ گئے، لہٰذا یہ أَجَلُ الْمَضْرُوبِ لِلدَّيْنَيْنِ کی مثال نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ مقرر سمجھتے ہیں اور انہوں نے یہ مدت انہی دو آیات سے اخذ کی ہے، لہٰذا امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول (زیادہ سے زیادہ مدت رضاعت دو سال) کا راجح ہونا واضح ہو گیا ہے۔

(امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے کی گئی) یہ کمزور توجیہ وتاویل فرمانِ باری تعالیٰ کا مقابلہ نہیں کر سکتی: ﴿وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ﴾ (لقمان: ١٤) ''بچے کو دودھ چھڑانے کا عرصہ دو سال ہے۔'' نیز فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ (البقرة: ٢٣٣) ''مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں، یہ ان کے لیے ہے، جو رضاعت کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔'' (مدت رضاعت) مکمل ہو جانے کے بعد بھلا کیا رہ جاتا ہے؟''

(التّنبيه على مُشكلات الهِداية: ٣/١٢٧٥-١٢٧٦)

شبہ نمبر ④ بعض حضرات نے ﴿وَحَمْلُهٗ﴾ کا مطلب ''گود میں اُٹھانا'' بیان کیا ہے۔

ازالہ: یہ فہم سلف کے ساتھ سنگین مذاق ہے، نیز قرآنِ کریم اور اجماعِ صحابہ کے خلاف ہے۔

دلیل نمبر ③ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَفِصَالُهٗ فِي عَامَيْنِ﴾(لقمان: ١٤)

''بچے کو دودھ چھڑانے کا عرصہ دو سال ہے۔''

یہ آیت کریمہ نص ہے کہ مدتِ رضاعت دو سال ہے۔

۞ علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہؒ جو اکثر مدت ڈھائی سال بتاتے ہیں، ان کے پاس کوئی اور دلیل ہوگی۔ جمہور کے نزدیک دو ہی سال ہیں۔'' (تفسیر عثمانی: ۵۴۸)

ہم پوچھتے ہیں کہ ''کوئی اور دلیل'' کہاں ہے؟ حقیقت میں بات وہی ہے، جو علامہ عبدالحیٔ لکھنوی حنفی رحمہ اللہ نے ذکر کر دی ہے:

لَيْسَ أَمْرًا ثَابِتًا بِالنَّصِّ .

''اڑھائی سال کے بارے میں امام ابوحنیفہ کا قول کسی نص سے ثابت نہیں ہے۔''

بلکہ یہ نص قرآنی کے خلاف ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ قرآنِ مجید نے کامل مدت رضاعت دو سال بیان کی ہے۔ امام ابوحنیفہ کے دو شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد کا مذہب بھی یہی ہے کہ مدت رضاعت دو سال ہے۔ نیز فقہ حنفی کا مفتیٰ بہ قول بھی یہی ہے۔

۞ علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۸۶۱ھ) نے لکھا ہے:

لَا يَخْفٰى قُوَّةُ دَلِيلِهِمَا ....

''امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کی دلیل کا قوی ہونا مخفی نہیں ہے۔''

(البحر الرّائق : ٢٣٩/٣)

آخر میں علامہ عبدالحیٔ لکھنوی حنفی رحمہ اللہ کا فیصلہ کن قول ملاحظہ ہو:

بِالْجُمْلَةِ فَكُلُّ مَا اسْتَدَلُّوا لِإِثْبَاتِ مَذْهَبِهٖ بَاطِلٌ .

''حاصل کلام یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے ثبوت پر حنفی فقہا نے جو استدلالات کیے ہیں، وہ سب باطل ہیں۔''

(عُمدة الرّعاية في شرح الوِقاية : ٢٠٦/٣)